Youth Parliament Pakistan

Official Debate

Dated: 27-8-12

Panel of Presiding Officers

1. Miss Seep Akhtar Channar
2. Mr. Salman Khan Shinwari
3. Miss Ushana Ahmed

Oath

Mr. Speaker: Najeeb Baloch Sahib.

Mr. Najeeb Abid Baloch: Sir, I have some reservations before taking oath.

جناب! میں Youth Minister for Finance nominate تو ہو چکا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے۔ میں نے ایک ماہ پہلے محترم وزیر اعظم صاحب سے ٹیلیفون پر ایک بات کی تھی کہ میں as a baloch, as muslim آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ coming session میں ایک resolution move کیا جائے اور اس کو session کے پہلے دن order of the day میں پہلے نمبر پر رکھا جائے۔ وزیر اعظم صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ میں خواہش ہے کہ آئے اور ضرور آنی چاہیے اور آ جائے گی۔ قسم بھی اٹھائی کہ آ جائے گی۔ پھر چودہ اگست کی رات کو وزیر اعظم صاحب نے مجھے ministry offer کی تھی۔ میں نہیں لینا چاہتا تھا لیکن میں نے کچھ شرطیں رکھیں۔ سب سے پہلی شرط یہ تھی کہ میں نے جو resolution کہی ہے، وہ ضرور آنی چاہیے لیکن میں order of the day میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ نہیں ہے۔ وہ resolution کیا تھی؟ وہ میری یا بلوچستان کی resolution نہیں تھی، وہ economic, law and order کے سلسلے میں نہیں تھی۔ وہ resolution صرف امت مسلمہ کے لاچار مظلوموں کے حق میں تھی جو برما میں کاٹے جا رہے ہیں ، پس رہے ہیں اور تکلیف میں ہیں۔ جن کو بدھ مت کے ماننے والے مار کر سمندر میں پھینک رہے ہیں - اگر اس Youth Parliament میں ایسی اہم resolution کو priority نہیں دی جائے گی تو میرے لیے ministry کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور میں نہیں لوں گا۔ میں اس سلسلے میں شدید احتجاج کرتا ہوں اور ان ممبران سے گزارش کرتا ہوں جن کے دل میں ان مظلوموں کے لیے درد موجود ہے۔ وہ میری طرح احتجاج کریں اور اس House میں اپنا احتجاج ضرور recordکرائیں۔ میں وزارت بھی نہیں لے رہا ہوں اور شدید احتجاج کرتے ہوئے walk out کرتا ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Honourable Prime Minister sahib.

جناب ہاشم راؤ (وزیر اعظم): یہ بات میرے متعلق ہے۔ میری برما کے issue پر نجیب صاحب سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے اسی طرح کہا تھا کہ یہ order of the day پر آئے۔ آج government day تھا اور

secretariat نے یہ order of the day بنایا - اس سلسلے میں Opposition Leader نے Business Advisory Committee میں بھی بات کی تھی کہ Opposition کی resolution آئی ہے، میں نےsecretariat کوبارہا فون کیا، ان کو مطلع کیا لیکن secretariat order of the day نکالتا ہے۔ میں نے in the capacity of Prime Minister کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کا بن گیا ہے، وہ کوشش کریں گے کہ آج کے ہی میں اس کو ڈالیں، نہیں تو کل اس کو نمبر ایک پر ڈالیں گے۔ میں نے ان کو دونوں چیزوں کا کہا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ آج یا کل یہ پہلے نمبر پر ہو گا۔ Order of the day Prime Minister نہیں secretariat نکالتا ہے۔ میں نے اس میں اپنا role ادا کیا اور میں نے وعدہ بھی کیا تھا اور برما کے issue پر یہ بات کروں کہ یہ resolution سب سے زیادہ ضروری تھی۔ میں لاہور کا رہنے والا ہوں، میں نے وہاں کے 500 student کا protestبرما کے مسلمانوں سے solidarity show کرنے کے لیے lead کیا۔

جناب تبریز صادق مری (قائد حزب اختلاف): جناب!میں ایک چیز کا اعلان کرنا چاہوں گا کہ آج ہماری ایک resolution ہے which deals with the pursuance of Urdu language as official language. یہاں پر میرے دوست نجیب عابد بلوچ نے جو بات کی ہے اور میں secretariat سے request کروں گا کہ ہماری resolution کی جگہ پر برما کی resolutionکو آج لیا جائے۔

جناب سپیکر: برما کی resolution کیا ہے؟

جناب ہاشم عظیم: جناب! اس کے contents Secretariat کو forward کیے ہوئے ہیں۔

جناب تبریز صادق مری: جناب! میں ایک اور درخواست بھی کروں گا کہ میرے جن بھائیوں نے ابھی walk out کیا ہے، میرے ساتھ وزیر اعظم صاحب چلیں، ہم ان کو لے آتے ہیں۔

(جناب نجیب عابد بلوچ ایوان میں واپس آ گئے)

Mr. Speaker: Instead of motion, this is resolution moved by Mr. Najeeb Abid Baloch and Miss Seep Akhtar Channar.

Mr. Najeeb Abid Baloch: I would like to move that;

“This House is of the opinion that killings of innocent Muslims in Burma by Budhist community is condemnable act and should be stopped immediately. This House is also of the opinion that the government of Pakistan shall use its diplomatic channels and play its role in stopping the gruesome killings”.

Mr. Speaker: The motion is moved. With this are you going to take oath?

جناب نجیب عابد بلوچ: شکریہ، جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سورۃ توبہ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے - اللہ کے نبی سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کو اس دنیا میں ایک دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اس دین کو باقی تمام ادیان پر نافذ کرو۔ چاہیے یہ مشرکوں پر کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ بحیثیت مسلم آپ کو اس دنیا میں اللہ کی طرف سے ایک ڈیوٹی عطا کی گئی ہے کہ آپ اسلام کا امن، شانتی اور آشتی کے مذہب کے پیغام کو دنیا کے مختلف مذاہب کے لوگوں اور مختلف کونوں تک اس کی تبلیغ کریں اور پہنچائیں تا کہ اس دنیا میں اللہ رب العزت کا قانون نافذ ہو تا کہ ہر طرف امن اور آشتی ہو۔ مسلمان

خلفائے راشدین کے دور کے بعد سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، اس میں کوئی دو آرا نہیں ہیں۔ اسلام اپنے عروج سے گر گیا ہے اور گرتا جا رہا ہے ۔ مسلم کبھی اٹھتے ہیں اور پھر گر جاتے ہیں لیکن حالیہ 19, 20, 21تین صدیوں کے دوران مسلمان مسلسل پستی کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ مسلمانوں میں موجود وہ گروہ ہے جو منافقت کی وجہ سے مسلمانوں کے شعائر کو پوری دنیا میں بدنام کر رہا ہے۔ اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ جہاد جیسی اللہ رب العزت کی عظیم الشان حکمت، جس کو جہاد فی سبیل اللہ کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ '' لڑو ان لوگوں کے خلاف جو اللہ کے دین کے خلاف ہیں ، جو اللہ کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں، لوگوں کو قتل کرتے ہیں'' ان کے خلاف لڑو یہ اللہ رب العزت کا واضح حکم ہے لیکن کچھ ایسے نام نہاد پیدا ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو liberal کہتے ہیں، انہوں نے جہاد کے خلاف شروع دن سے بات کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے اس بات پر سو فیصد یقین ہے کہ جن کو مجاہدین کہا گیا، انہوں نے غلط کام کیے، انہوں نے بے گناہوں کو قتل کیا ہو گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں پر ظلم ہو اور ہم خاموش رہیں۔ یہ نام نہاد social media activists ہمیں جھوٹا قرار دیں کہ برما میں کچھ نہیں ہو رہا ، آپ جھوٹ بول رہے ہیں، یہ تصویریں تو نہ جانے کس سال کی ہیں۔ ان لوگوں کو شرم آنی چاہیے کہ کچھ مسلمان ملکوں نے ہمت کر کے وہاں پر اب امداد پہنچائی ہے۔ اس کی واضح مثال ترکی کے وزیر اعظم کی بیوی ہے جو حال ہی میں وہاں گئی تھیں۔ جناب سپیکر! برما میں 1973 میں 20000روہنگیا مسلمان شہید کر دیے گئے لیکن افسوس یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا ، جس کو یہ کہا جاتا ہے کہ 'پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ' لیکن آج تک اس کے لوگوں نے اپنے کانوں میں روئی ڈالی ہوئی ہے اور حکمرانوں کے ایوانوں میں خاموشی ہے اور کسی میں ہمت نہیں ہے کہ وہ برما کے مسلمانوں کے حق میں ایک بیان ہی دے دے۔ یہ شرم کی بات کہ اپنے آپ کو آئینی، قانونی طور مسلمان ملک کہلانے والے کے پاس اتنی moral credibility نہیں ہے کہ وہ اپنے ایوان میں برما کے لوگوں کے سلسلے میں ایک resolution pass کروا سکے۔ برما کے لوگوں کی جان و مال کا جو نقصان ہو رہا ہے ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کر سکے۔ یہی چیز اس Youth Parliament میں بھی ہو رہی تھی۔ میں بحیثیت بلوچ قوم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کبھی ان لوگوں کے خلاف نہیں ہوں گا جو امن سے رہنا چاہتے ہوں، وہ چاہے کسی بھی مذہب ہندو، سکھ عیسائی سے ہوں، وہ مسلمانوں کے ساتھ بالکل امن سے رہ سکتے ہیں۔ بلوچ ایک liberal قوم کا نام ہے، ان کے اندر دوسروں کی عزت ہے لیکن جہاں غلط چیز ہو رہی ہو، مجھ سے یہ توقع نہ کی جائے کہ میں خاموش رہوں گا اور اس کے خلاف نہیں بولوں گا۔ اگر پاکستان میں خدانخواستہ عیسائیوں کےساتھ یہ سلوک ہوتا تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ایسا ہی resolution اس ایوان میں پیش کرتا ۔ میں بحیثیت مسلمان ہی نہیں ایک انسان کے طور پر بھی کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر غلط ہو رہا ہے۔ وہ نام نہاد یورپی ممالک جو صرف اور صرف عورت کو بدنام کرنے کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں، ان کو یہ نظر نہیں آتا لیکن اگر پاکستان میں ایک عیسائی لڑکی کو کہیں بند کر دیا جاتا ہے تو اس کو اچھالا جاتا ہے۔ برما میں بیس ہزار مسلمان قتل کر دیے گئے، پوپ جو وٹیکن سٹی میں بیٹھا ہے، اس کا منہ بند ہے لیکن اس بچی کے لیے اس کا منہ کھل رہا ہے۔ یہ شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اس چودہ سال کی بچی کے ساتھ غلط ہو رہا ہو گا لیکن ان بیس ہزار شہید ہونے والوں کے سلسلے میں بات کرنا اس انسان کا

فرض ہے جو اپنے آپ کو امن کا پیغمبر کہتا ہے، جو اپنے آپ کو شانتی کا پیغمبر کہتا ہے۔ میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ ایسے اہم معاملات پروہ چاہے مسلمان، عیسائی یا کستان کے سلسلے میں ہوں ، ان کو فوقیت دی جائے اور یہ ثابت کر دیا جائے کہ ہم لوگ liberal Muslim ہیں اور دوسروں کے دکھ، درد کے وقت ان کے ساتھ بھی ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سراج میمن صاحب۔

جناب سراج میمن: شکریہ جناب سپیکر۔ جب social media سے میرے profile پر یہ خبریں آئیں کہ برما کے مسلمانوں پر بدھ لوگ ظلم کر رہے ہیں تو آن سانگ سو جو وہاں پر democracy کی champion بنی ہے اور ان کو بیس سال کی dictatorship سے آزادی ملی ہے تو ان کو ہمارے صدر صاحب بینظیر شہید ایوارڈ دینے جا رہے تھے اور وہ وہاں پر جمہوری champion بنتی ہے اور یہ کہاں کی جمہوریت ہے کہ اگر وہاں پر سات لاکھ مسلمان رہتے ہیں اور ان کے کچھ لوگ کوئی جرم کرتے ہیں تو ان کو سزا ہونی چاہیے۔ اس کی سزا پوری community کو کیوں مل رہی ہے؟ برما کی حکومت کی یہ statement تھی کہ وہاں پر چند لوگ مارے گئے ہیں تو وہ کیوں مارے گئے ہیں؟ جرم کرنے والے تو تین یا چار تھے تو پوری community کو سزا کیوں دی جا رہی ہے؟

میں اپنے ساتھیوں کی بات کو 2nd کروں گا کہ ہماری قومی اسمبلی اور سینیٹ میں چھوٹے چھوٹے لوگوں کی حمایت میں resolutions pass کیے جاتے ہیں جبکہ وہاں پر بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم نے بھی کہا ہے کہ ہمارے پاس برمی مسلمان پناہ گزین آ رہے ہیں ہم ان کو پناہ نہیں دیں گے۔ اگر وہ آئے تو دریا ہی میں مر جائیں گے یا مار دیے جائیں گے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں پر برمی مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ انصار برنی جو مشہور social worker ہیں وہ برما جانا چاہتے تھے تو ان کو وہاں کا ویزہ نہیں دیا گیا۔ ان کے علاوہ Human Rights Watch نے جانے کی کوشش کی تو ان ویزہ دینےسے انکار کر دیا گیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں killings ہو رہی ہیں۔ ہمارے معزز ساتھی نے کہا کہ مذمت ہونی چاہیے تھی، ترکی کے وزیر اعظم گئے تھے۔ ہمارے پاس 57 countries کی membership کی PIC ہے جو شام کی membershipمعطل کرسکتی ہے اور ایران پر پابندی لگا سکتی ہے اور امریکہ کی حمایت کر سکتی ہے مگر ایک چھوٹی resolution جو ہم لائے ہیں، OIC نہیں لا سکتی ہمارے مسلمانوں کے لیے؟ اس کے علاوہ ہمارے پاس Arab League, African League میں بھی مسلمان ملک ہیں، وہاں پر 57 ہیں، یہاں پر 22, 27 ہیں، ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ House, Foreign Minister and shadow Foreign Minister سے میری گزارش ہے کہ اپنی Youth Parliament کی طرف سے برما کی حکومت کو خط لکھیں کہ ہماری Youth Parliament کو concerns ہیں۔ یہاں پر international arbitration کی جائے اور اس forum کے ذریعے UN سے مطالبہ ہے کہ وہ ایک Commission بنائے جو وہاں جائے اور تحقیقات کرے کہ اتنی تعداد میں قتل عام کیوں ہوا۔ UN Security Council امن کی بات کرتی ہے لیکن وہاں پر ہونے والا قتل عام ان کو نظر نہیں آ رہا؟ایران میں کچھ ہو، شام میں کچھ ہو تو فورا UN Security Council کا اجلاس بلا لیا جاتا

ہے۔ برما میں ہزاروں لوگ شہید ہو چکے ہیں اس لیے Secretary UNبان کیمون سے مطالبہ ہے کہ فورا اپنا کمیشن برما بھیجیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ ثمن احسن صاحبہ۔

مس ثمن احسن: میں اس پر اتنا ہی کہوں گی کہ پوری دنیا کا سرکاری اور private media اتنے اہم issue پر کیوں خاموش ہیں؟ آج کل media strongest pillar کے طور پر سامنے آیا ہے اور ہر چیز کو enhance کر کے بتاتا ہے۔ کچھ 2^{nd} rate websites نے اس کو نمایاں کیا ہے۔ خود برما کی حکومت نے اس سلسلے میں دو حل دیے ہیں جو اتنے فضول ہیں کہ سمجھ نہیں آتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان روہنگیا مسلمانوں کو کسی دوسرے ملک میں بھیج دیا جائے یا ان کو refugee camps میں رکھا جائے یعنی وہ ان کی nationality کو ہی نہیں مان رہے۔ اس لیے اگر ان کو refugee camps میں ہی بھیج دیا جائے تا کہ وہ UN کی oversight میں رہیں۔ بنگلہ دیش خود مسلمان ملک ہے لیکن کیا اس کی آنکھیں بند ہیں کہ وہاں پر اتنا کچھ ہو رہا ہے اور بنگلہ دیش نے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ کسی بھی برمی مسلمان کو پناہ نہیں دیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ان کو امداد بھی بند کر دی ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ کوئی اور بولے نہ بولے مگر پاکستان کا media جو اتنا strong بنتا ہے، ہر چیز میں آگے ہوتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ بولے۔ راجیش کھنہ کی موت کو تو خوب اچھالا گیا، اس پر اس قدر روئے پیٹے، انہوں نے جگجیت سنگھ کو tribute پیش کرنے کے لیے پورے پورے پروگرام پیش کیے۔ ایک اندازے کے مطابق بیس ہزار مسلمان ہیں، اس سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں، ان کے لیے کچھ نہیں کہا۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہوا ہے تو اس پر media کیوں خاموش ہے؟

جناب جمال نصیر جامعی: شکریہ جناب سپیکر۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم تاریخی تناظر میں دیکھیں تو لگتا ہے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ برما میں یہ مسئلہfifties سے شروع ہے، اس وقت یہاں پر ایوب خان صاحب کی حکومت تھی ، انہوں نے ایک بیان دیا تھا اور پھر جیسا کہ میرے بھائی نے بتایا کہ so called روشن خیال میدان میں آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم برم کے مسلمانوں کے درد میں مرے نہیں جا رہے تھے، اس وقت اس لیے بیان دیا تھا کہ اس وقت وہ لوگ مشرقی پاکستان میں آ رہے تھے۔ اس وقت مشرقی پاکستان بنگلہ دیش ہے تو وہ خود ماشا اللہ اتنا قابل ہو گیا ہے کہ وہ خود مسلمانوں کے قتل عام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے ساتھ پاکستان کی حمایت کی وجہ سے آج تک جو کچھ ہو رہا ہے کہ ملک غلام اعظم، مطیع الرحمن نظامی کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ، ہم نے ان کی حمایت میں کی بیان دیا ہے یا ان کے لیے کیا کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ برما میں 83 میں بھی مسلمانوں کا اسی طرح سے قتل عام ہوا، اس کے بعد اب بھی ہو رہا ہے۔ ہمیں یہ مسئلہ بہت پہلے اٹھانا چاہیے تھا۔ میں record کی درستی کے لیے یہ بتانا چاہوں گا کہ آصف علی زرداری صاحب نے بھی خط لکھ دیا اور یہاں پر ان کے سفیر سے بھی پوچھ گچھ کی گئی ہے اور انہوں نے ایک بیان دیا ہے۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ایک طرف تئیس ہزار مسلمان قتل ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ایک ایٹمی طاقت رکھنے والےمسلمان ملک میں برما کا سفیر بھی کہہ دیتا ہے ۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو کراچی میں بسانے کا مسئلہ ہے اور اس قسم کی صورتحال ہے اور

دوسری طرف ترکی کے وزیر اعظم کی بیوی جا سکتی ہیں وہ تو first world میں بیٹھے ہوئے ہیں ، وہ تو 7th biggest economy ہیں، ان کے لیے تو بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر محمد مرسی مصر سے بیان دے سکتے ہیں، تیونس والے بیان دے سکتے ہیں تو پاکستان کو کیا مسئلہ ہے؟

اب تو معاملہ بہت بڑھ گیا ہے اس لیے کچھ نہیں تو پاکستان کو اتنی غیرت کرنی چاہیے تھی کہ برما کے سفیر کو اس بیان پر کہ صرف چوہتر مسلمان قتل ہوئے ہیں اور یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے، ملک بدر کر دیا جاتا۔ ان لوگوں کو وہاں پر رہتے ہوپچاس سال ہو گئے ہیں لیکن ان کو شہریت نہیں دی گئی اور ان کا قتل عام کیا جاتا ہے بلکہ ان کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ ان مسائل کو address کیا جائے اور مسلمانوں کے ساتھ cheating ختم کی جائے۔ ہم نے social media پر اس کو اٹھایا ہے تو اس سے کیا ہوا ہے ، میں کھل کر کہنا چاہوں گا کہ ہم پر جو بے غیرت media مسلط ہے، جو یہ بتاتا ہے کہ ایک بچہ گٹر میں گر گیا ہے تو اس کے لیے آدھ گھنٹے تک کیمرہ لے کر کھڑے رہتے ہیں، فلاں کو یہ ہو گیا، راجیش کھنہ کو tribute پیش کیے جا رہے ہیں وہ میری امت کا باپ نہیں تھا۔ راجیش کھنہ میرا، میری قوم کا مسئلہ نہیں ہے ۔ آپ نے character assassination شروع کی ہوئی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ ایک cyclostyle machine چلا کر جنگ اخبار نکالنے والے لوگ آج کھرب پتی اور پاکستان کا سب سے بڑا گروپ کیسے بن گئے؟ ذرا سوچیئے، ا، ب، پ اورvoice of America کہاں سے چل رہے ہیں؟ ہمیں بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔ جب یہ مسئلہ اٹھایا گیا تو نام نہاد matric fail senior تجزیہ نگار لاہور کے مدیر لا کر بٹھا دیے گئے اور وہ بتا رہے ہیں کہ مسلمان تو مسئلہ ہی نہیں ہیں،ہم نےہرچیزکومسئلہ بنایا ہوا ہے۔ یہ سب ہمارے مسئلے اس لیے ہیں کہ تم فلسطین سے اسرائیل بناتے ہو، انڈونیشیا سے اسکندریہ بناتے ہو، چیچنیا میں ہمیں مارتے ہو، تم بوسنیا میں ہمیں مارتے ہو، تم عراق میں ہمیں مارتے ہو، تم Security Council کو بھی عراق کے معاملے میں by pass کرتے ہو، تم افغانستان، کشمیر میں ہمیں مارتے ہو، تم بلوچستان میں interference کرتے ہو، تم ہمیں شام، اردن میں مارتے ہو، ہمیں کہاں چھوڑا ہے؟ Trible area وغیرہ اور ایک ایک جگہ ایسی ہے اور مجھے پتا ہے کہ میرے حکمران کیا ہیں۔ میں ان سے نالاں نہیں ہوں، اس نے خط لکھ دیا، اس کا بہت بڑا احسان ہے۔ وہ سفیر کو نکال سکتا ہے یا نہیں یہ مجھے پتا ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے media نے کیا کیا؟ جو ہر چیز کا چیمپئن بنا ہوا ہے اور حکومتیں بنا اور گرا رہا ہے، ہر چیز کا باپ بنا ہوا ہے۔ میں ایک بات کہوں گا کہ دنیا میںownership کا ایک rule exist کرتا ہے جس میں اخبارات والوں کے پاس صرف اخبار، ٹی وی والوں کے پاس ٹی وی اور رسائل والوں کے پاس صرف رسالے ہوتے ہیں ۔ یہاں رسائل، ٹی وی چینل، اخبارات بھی ایک ہی media group کے پاس ہیں اور اگر میں دن بھر جنگ، جیو، اخبار جہاں پڑھوں تو لگتا ہے کہ اس ملک میں زرداری جو صدر پاکستان ہے اس سے زیادہ کمینہ شخص کوئی نہیں ہے اور افتخار چوہدری سے بڑا فرشتہ کوئی نہیں ہے۔ یہ رویہ تبدیل ہونا چاہیے اور ہمیں دوسرے international issues کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ حضور کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہے اور جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو پورا جسم محسوس کرتا ہے اور میں اس درد کو ٖمحسوس کیا ہے اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میری پارٹی کے head یہاں سے نہیں اٹھے تھے کیونکہ یہاں سے جانے میں ہی مسئلہ ہے، اس لیے میں boycott نہیں کر سکتا تھا، میں معذرت چاہتا ہوں،

اگر لوگوں کو یہ محسوس ہوا ہے اور شاید ان کو social media سے ہی پتا چلا ہو گا لیکن اس youth Parliament میں اس مسئلے پر اگر کسی نے سب سے پہلے آواز اٹھائی تھی تو وہ میں تھا۔ اس resolution میں میرا نام بھی شامل ہے۔ یہ مسئلے کا حل نہیں ہے کہ میں چیخ کر بولوں گا تو میری بات میں وزن ہو گا۔ حقائق یہ ہیں کہ ان کی nationality کے مسائل کو حل کیا جائے۔ اگر ان کے سفیر کو یہاں سے بے دخل کرنا پڑتا ہے تو کیا جائے۔ OIC اپنا stance لے اور اگر تئیس ہزار مسلمانوں کے قتل کے بعد ہمیں strike کرنی پڑے تو وہ بھی کرنی چاہیے۔ ہم نے یہ فوج کس لیے بنائی ہے،اس کو کہیں تو استعمال کرنا ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہم نے nuclear bomb بنا لیا ہے، ہم نہیں کہتے کہ اس کو استعمال کریں، ہمیں اس کے نقصانات پتا ہیں۔ جنہوں نے استعمال کیا تھا وہ ہمیں نقصانات بتا رہے ہیں اور جن کے war heads پاگل پائلٹ اڑا کر لے جاتے ہیں اور تین تین گھنٹے کے بعد نیچے اترتے ہیں، وہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ آپ کے طالبان کے قبضے میں جانے والے ہیں اور ہم نے یہ فوج بھی رکھی ہوئی ہے اور nuclear bomb بھی بنا ئے ہوئے ہیں۔

ایک Prime Minister بتاتا تھا کہ گھاس کھائیں گے، ایٹم بم بنائیں گے، دوسرا پرویز مشرف بتا کر گیا ہے کہ گھاس کھائیں گے، ایٹم بم بچائیں گے۔ یہ ایسا ہی کہ کسی کے گھر چوری ہوئی تو اس سے پوچھا گیا کہ تمہارے پاس تو بندوق بھی تھی تو اس نے کہا کہ مار تو کھا لی لیکن بندوق بچا لی۔ ان مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے اور یہ سوچا جائے کہ عراق والے مار کھا رہے ہیں تو مجھے فرق نہیں پڑتا ، ایران، اردن،شام، چیچنیا، بوسنیا، فلسطین والے مار کھا رہے ہیں تو آخر میں جب مجھے مار پڑے گی تو وہ سب بھی خاموش رہیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جامعی صاحب۔ جناب نعمان نیر صاحب۔

جناب نعمان نیر کلاچوی: شکریہ محترم المقام سپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں ایوان میں موجود غلط فہمی دور کرنا چاہوں گا کہ کچھ لوگوں نے اظہار کیا ہے کہ حکمران جماعت برما کے مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف کوئی resolution پیش نہیں کر رہے۔ الحمد للہ ہم بھی مسلمان ہیں اور ہمارے دل میں بھی اتنا ہی درد ہے جتنا آپ کے دلوں میں ہے۔ ہم CIA کے ایجنٹ نہیں ہیں اور نہ ہی وہاں سے پیسے لے کر بیٹھے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ہم نے resolution کے بارے میں بات کی ہے اور انشا اللہ تعالیٰ ا س کو پیش کرنے والے تھے کہ آپ لوگ جذبات کی رو میں بہہ گئے۔

محترم المقام سپیکر صاحب! میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس وہ کتاب ہے کہ جس میں لکھا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ جہاد کی بات ہوئی ہے، یہ مسلمانوں میں ایک بہت بڑا concept ہے۔ جہاد کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاد اصل میں قتال ہے، کفار کے خلاف جو انبیا کرام کی زیر نگرانی کیا جاتا ہے۔ دوسرا جہاد ظلم و عدوان کے خلاف ہوتا ہے یعنی ظلم کے خلاف ہونے والے جہاد کو قتال نہیں کہا جا سکتا۔ وہ ایک جہد ہوتی ہے جو پوری ملت اسلامیہ کرتی ہے۔ میری گزارش ہے نہ بان کیمون اور اوبامہ سے ہے بلکہ میری گزارش پوری ملت اسلامیہ سے ہے۔ اس وقت دنیا میں اٹھاون مسلمان ریاستیں موجود ہیں ، یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مل کر اس مسئلے کا حل نکالیں اور اتنی بے حسی اور کاہلی اچھی نہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر آپ نے آنکھیں موند لی ہوئی ہیں۔ اتنی بے شرمی

اچھی نہیں اور خدا را اٹھیں۔ یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے، پاکستان کے علاوہ دنیا میں اٹھاون مسلم ریاستیں ہیں وہ مل کر بیٹھیں اور اس کا حل نکالیں اور برما میں ہونے والے ظلم کے خلاف متفقہ طور پر عملی اقدام کریں۔ پاکستان، سعودی عرب یا مصر اکیلے کچھ نہیں کر سکتے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کا حل نکالیں اور اس ظلم کے خلاف جہاد کریں۔ آج جہاد کا وقت ہے، قتال کا وقت نہیں ہے، اس وقت کوئی نبی موجود نہیں ہے اور قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ظلم کے خلاف جہاد رہے گا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ برما میں ہمارے شہید ہونے والےمسلمان بھائیوں کے لیے جو جہاد ہو گا وہ پوری ملت اسلامیہ کرے گی۔ وہ زرداری، رحمن ملک، Youth Parliament and National Assembly نہیں کریں گے۔ اس کی ذمہ داری پوری ملت اسلامیہ پر ہے اور اس کے لیے ہمیں ہمت کرنی پڑے گی۔

اقبال نے اس سلسلے میں ایک پیغام دیا تھا کہ

غیرت ہے بڑے چیز جہان تگ و دو میں

پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا

جناب سپیکر: جناب وقار چوہدری صاحب۔

جناب وقار چوہدری: شکریہ سپیکر صاحب۔ بے شک مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہوتا ہے۔ یہ ایک اچھی resolution ہے، سب مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور میں بھی اس کی مذمت کرتا ہوں لیکن اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ دوسرے کی طرف انگلی اٹھانا بہت آسان ہوتا ہے لیکن اپنی طرف اٹھی انگلی برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر برما میں مرنے والے مسلمانوں پر مگر مچھ کے آنسو بہا رہے اور یہاں پر مرنے والے کو کوئی نہیں پوچھتا اور مرنے کے بعد سیاستدان سیاست چمکانے آ جاتے ہیں اور میڈیا والے کاروبار چمکانے آ جاتے ہیں۔ اس کے مرنے سے پہلے کو سد باب کیوں نہیں کی جاتا؟ جہاں پر مسلمان کے ہاتھوں مسلمان مرتا ہے، ہم اس کی مذمت نہیں کرتے۔ یہ کام شام، عرب امارات، پاکستان کے شمالی وزیرستان میں ہوتا ہے۔ میں اس آپریشن پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں کارروائی ہونے والی ہے اور ہم نے اس کے بعد اس پر بھی آنسو بہانے ہیں لیکن ہم پہلے کچھ نہیں بولیں گے کیونکہ ہمیں دوسروں پر تنقید کرنی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں پہلے اپنے گھر میں لگی آگ کو بجھانا چاہیے اور پھر ہمسائے کی آگ بجھانے کے لیے اٹھنا چاہیے۔

جناب سپیکر: حنین علی صاحب۔

جناب حنین علی قادری: جناب سپیکر! میں سراج میمن صاحب کی بات کو 2nd کرتا ہوں اور ہم ان کو Youth Parliament کی طرف سے خط لکھیں گے۔ میڈیا کے بارے میں یہ ہے کہ مجھے کبھی تو یہ لگتا ہے کہ میں پاکستان میں نہیں بیٹھا کیونکہ کہ راجیش کھنہ کی موت کو وہ پورا دن discuss کرتا ہے ۔ میں روز خبروں کے چینل دیکھتا ہوں لیکن میں نے آج تک اس سلسلے میں کوئی head line نہیں دیکھی۔ OIC resolutions تو بہت pass کرتی ہے لیکن کہیں پر implementation نہیں ہوتی۔ اس لیے implementation ہونی چاہیے نہ کہ resolutions pass کیے جائیں۔ہمیں Youth Parliament کی طرف سے protest بھی کرنا چاہیے کہ ہمارا message پوری دنیا میں جائے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ شکریہ۔

جناب محمد عتیق: میں اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر اصل میں کیا ہوا ہے۔ عام طور پر یہ بات ہو رہی ہے کہ media نے coverage نہیں کی۔ اس کے لیے ویزا ضروری ہوتا ہے اور کسی بھی صحافی کو وہاں کا ویزہ نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں ہمیں یہ کرنا چاہیے تھا کہ وہاں پر موجود foreign mission فوری طور پر ختم کر دینا چاہیے تھا۔ بنگلہ دیش کی طرف سے میڈیا کے کچھ لوگ وہاں جانا چاہتے تھے، ان کو نہیں جانے دیا گیا۔ وہاں پر social media یا mobile clippings تھیں جن پر stories بنیں ۔ ہمارا ابھی session SAARK and Pakistan India relations پر تھا اور اس خطے کی association SAARK کو اس پر stance لینا چاہیے تھا لیکن سب سے پہلے Human Rights Commission کی طرف سے report generate ہوئی ہے اور اس میں انہوں نے roughly figures دیے ہیں اور کہا ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ disburse or disintegrate کیا گئے ہیں اور انہوں نے بنگلہ دیش کی طرف migration کی جہاں ان کوentertain نہیں کیا گیا۔ کچھ پڑوس کے ملکوں کی طرف سے میڈیا نے کوشش کی لیکن سارک یا ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوا۔ میری میڈیا کے کچھ لوگوں سے بات ہوئی کہ سری لنکا میں ایسے دس لاکھ ایسے مسلمان آباد ہیں جن کی کوئی national identity نہی ہے اور یہ کولمبو سے کچھ فاصلے کا علاقہ ہے اور وہاں پر بھی میڈیا کو access نہیں ہے، وہاں پر بھی لوگ اسی طرح سے suffer کر رہے ہیں۔ South Asia میں اس طرح کی بہت سی communities ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ جب آپ کو ویزا نہیں ملتا تو آپ کے ملک کو یہ چاہیے کہ وہاں پر اپنی ایمبیسی یا ایمبیسڈر یا Foreign Missionکو ختم کرے تا کہ پتا چلے کہ آپ کتنےserious ہیں۔ شکریہ۔

جناب گوہر زماں: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ مسلمان کی بات ہو نہ ہو لیکن ایک انسان کی بات ضرور ہے۔ دنیا میں کہیں بھی انسان مرتا ہے تو پہلے انسایت کا قتل ہوتا ہے پھر کسی مذہب کا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے آج دنیا میں جہاں بھی مرتا ہے پہلے مسلمان مرتا ہے اور اس کو نہ ہی coverage ملتی ہے اور اگر مرنے والا کوئی فوجی ہو تو اس کو medals ملتے ہیں لیکن عام آدمی کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ یہ عام دستور ہے لیکن جناب والا! آج ہمارے ملک اور پوری دنیا میں آگ لگی ہوئی ہے اور جمال جامعی صاحب نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہتا چلوں کہ ایک سفاتکاری کا نظام بنا دیا گیا ہے اور آپ کے پاس forces بھی ہیں اور دیگر options step by step use کرنے چاہییں۔ صرف resolutions pass کرنے، بیان دینے یا social media پر share کر دینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اگر آپ اس کے لیے کچھ نہیں کریں گے تو یہ مسئلہ آپ کے لیے باعث شرمندگی ہو گا کہ آپ کے مسلمان بھائی اور انسان وہاں پر مر رہے ہیں اور آپ جو امن کے دعویدار بنتے ہیں اور پاک لوگوں کے رہنے کی زمین کہتے ہیں اور اسلام کو امن کا دین کہتے ہیں تو اس پر آپ کیا کر رہے ہیں۔ اگر آپ چپ رہیں گے تو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ برما کے ساتھ سفارتی تعلقات کتنے اہم ہیں، ان کو analyze کرنا چاہیے اور Youth Parliament میں جو concerned ministers and concerned committees ہیں وہ اس پر کام کریں، میڈیا کی کوتاہی پر بھی کام کریں۔ اس کو اپنے ایجنڈے میں شامل کریں کہ ہم اس پر کہاں تک جا سکتے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اب کچھ نہ کیا تو جیسا کہ عتیق بھائی نے کہا کہ یہ حال سری لنکا اور انڈیا میں بھی ہےاور دنیا میں مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں، ان پر تشدد ہو رہا ہے تو یہ بہت سلسلہ بہت بڑھ جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس

وقت تو یہ برما جیسے ملک میں ہو رہا ہے اگر بڑی حکومت ہوتی، ہم ان کے سامنے تو نہیں بول سکتے، ہم برما کے سامنےتو بول سکتے ہیں اور ان کو عبرت کا نشان بنا سکتے ہیں تا کہ کل کوئی مسلمانوں کی طرف انگلی نہ اٹھا سکے۔ میں یہ کہوں گا ،

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الاللہ

مس الوینہ: جناب سپیکر ! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں نے جو کہنا تھا وہ وقار بھائی نے کہہ دیا ہے اور اس کے علاوہ یہ کہ باقی ساتھیوں نے بھی اچھی اور جذباتی تقریریں کی ہیں ۔ میں نہ تو عالمہ ہوں اور نہ ہی دین کا اتنا علم ہے لیکن مجھے اس resolution کے movers سے شکوہ ہے کہ آپ برمی مسلمانوں کے خلاف جو ہو رہا ہے، وہاں کی حکومت کے خلاف ایک resolution تو لا سکتے ہیں لیکن اپنے ملک میں دیکھیں sectarian killings, security risks کیا ہو رہا ہے۔ آپ اس کے خلاف کیوں آواز نہیں اٹھاتے؟ بلوچستان میں ہزارہ ، گلگت میں شیعہ مار دیے جاتے ہیں، گھوٹکی میں عیسائیوں کو مار دیا جاتا ہے اور پاکستان میں جو دوسری اقلیتیں رہتی ہیں کیا وہ انسان نہیں ہیں؟ میں ایک پیغام جو میں نے اپنی مذہبی کتاب میں پڑھا ہے، وہ parliamentarians سے share کرنا چاہتی ہوں کہ ایک حضور پر ایک خاتون جب وہ گزرتے تھے تو ان پر کوڑا پھنکتی تھی۔ آپ نے اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا ۔ آپ نے حلیمی سے کام لیا اور جب وہ خاتون بیمار ہوئی تو آپ ان عیادت کی اور پانی پلایا۔ کیا آج ہم اپنے مذہب میں اس چیز کو implement نہیں کر سکتے ؟ .Sir, it is a point to ponder. So we must think about it بالکل مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن اپنے ملک میں جو درجنوں مارے جا رہے ہیں وہ ان بیس ہزار سے کم نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بات بھی ضرور کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب انعم محسن۔

مس انعم محسن: شکریہ جناب سپیکر۔ اس ایوان میں سب معزز ممبران نے بہت اچھی باتیں کی ہیں اور اچھے الفاظ میں بیان بھی کیا اور اپنے دکھ کا اظہار کیا اور اس genocideکو condemn کیا لیکن میں یہاں پر کچھ highlight کرنا چاہوں گی۔ کچھ respected members نے کہا کہ ہم نے اس بات کو اتنا بڑھا چڑھا دیا اور اپنے گھر کے مسائل کو بھول گئے تو میں سب کو یاد دلانا چاہوں گی کہ پہلے، دوسرے، تیسرے تقریباً تمام sessions میں بلوچستان، sectarian killings, war on terror, tribal areas and other issues highlight کیے گئے ہم سب نے ممبران نے ان کو condemn کیا جس سے پتا چلتا ہے کہ مسلم امہ اور humanity cause پر ہم سب ایک ہیں۔ Blue party کے ممبران نے بھی اس پر calling attention notices and resolutions دیے اور اس مسئلے کو پہلے دن شامل نہیں کیا گیا۔ میں سراج میمن اور حنین صاحب، میڈم شہیرہ کو یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ ہم لوگوں کو initiative لے کر Youth Parliament کی طرف سے ایک احتجاج record کرانا چاہیے۔ آپ بے شک برما کی حکومت کو نہ بھیجیں، اپنی حکومت کو بھیج دیں۔ کہیں سے تو initiative لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ زیادہ باتیں تو ہو گئی ہیں اور ممبران نے اس کو اچھی طرح سے define کیا ہے اور سب نے سن بھی لیا ہے۔ میں کچھ چیزیں mention کرنا چاہوں گا۔ برما کا معاملہ نیا نہیں تھا، یہ بڑے عرصے سے یعنی پچاس سال سے چل رہا ہے۔ میں نے جہاں تک study کیا ہے تو پچھلے بیس سال میں دو لاکھ برمی مسلمان ہجرت کر کے بنگلہ دیش جا چکے ہیں۔ اگر coverage کی بات کی جائے تو برما کی حکومت foreign media کو اجازت نہیں دیتی لیکن جہاں بھی violence ہوتا ہے، وہاں اکثر ایسی اجازت نہیں دی جاتی لیکن یہ میڈیا کا کام ہے کہ وہاں جائے نہ کہ گھروں میں بیٹھ کر stories بناتے جائیں۔ کسی جگہ پر چھوٹا سے کچھ ہو جائے تو اس کو media coverage دی جاتی ہے لیکن جہاں میڈیا کو جانا چاہیے، جہاں جان کا خطرہ ہوتا ہے جیسے بلوچستان میں کچھ channels coverage کر رہے ہیں، ایسی جگہوں پر کام کرنے سے میڈیا کی عزت ہو سکتی ہے نہ کہ گھر بیٹھ کر stories بنانے سے۔ اب تو آسان کام ڈھونڈ لیا گیا ہے کہ کسی channel پر گئے اور اچھی تنخواہ مل جاتا ہے اور گھروں کی چھوٹی چھوٹی کہانیاں بنا کر وہاں دے دیں۔

جناب! برما میں شروع سے ہی مسائل جنم لے رہے تھے کیونکہ 89% بدھ ہیں اور 4% مسلمان ہیں، یہ جھگڑا تو ہونا ہی تھا لیکن ہم اس پر چپ نہیں رہ سکتے۔ یہاں پر کچھ ممبران نے باتیں کیں ہم اپنے آپ کو دیکھیں اور ملک کے حالات کو دیکھیں۔ یہاں پر بھی جاہلیت ہے کہ مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے ہم اس کو کسی نہ کسی طرح deal کر رہے ہیں، کوشش کر رہے ہیں۔ برما کے سلسلے میں قرارداد لانے کے لیے میں اپنی پارٹی کی طرف سے call attention notice اور noticeبھی دیا ہوا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، جسم کے کسی بھی حصے کو چوٹ لگے تو درد تو محسوس ہو گا ہی اور ہم نے اس درد کو محسوس کرتے ہوئے یہ resolution لائے ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں مسائل ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم دنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر آنکھیں بند کر لیں۔ ایک ممبر نے بات کی کہ قتال صرف انبیا کے ساتھ کیا جاتا تھا لیکن قرآن کی ایک آیت کی ترجمہ ہے کہ 'اللہ کی راہ میں قتال کرو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور آپس میں تفرقے میں مت پڑو۔' اس میں کوئی وقت کی تخصیص نہیں ہے، اللہ نے کہا ہے کہ اس کی راہ میں قتال کرو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے۔

جناب! میڈیا کے کردار پر بھی بات ہو گئی ہے اور یہ کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ایمان کا آخری درجہ ہے کہ دل سے تو برا جانیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہاں پر کہنا پڑتا ہے کہ ہم ایمان کے اس درجے سے بھی گر گئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب نعمان نیر: شکریہ جناب سپیکر۔ خداوند متعال قرآن مجیدمیں فرماتے ہیں کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ میں اس resolution کے movers کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں پہلی مرتبہ walk out میں شامل ہوا اور میں نے ان کے درد کو ٖمحسوس کیا۔ جتنے معزز ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا واقعی ان کے دل کا درد تھا جو الفاظ کے چناؤ میں کچھ سخت الفاظ بھی استعمال کر گئے۔ یہاں پر خارجی اور داخلی دونوں ہمارے لیے اہمیت کے حامل ہیں، پاکستان میں اگر ethnic or sectarian cleansing ہو، میں نے سلمان شنواری اور الوینہ رؤف نے ایک resolution بھجوائی ہے اور امید ہے کہ وہ آ جائے گی۔ ہم نے کہا ہے کہ گلگت بلتستان میں جو sectarian cleansing ہو رہی ہے ، جس طرح لوگوں کو کاٹ

کاٹ کر سڑکوں پر تارکول سے زیادہ لوگوں کا خون پڑا ہوا ہے لیکن اس وقت یہ مسئلہ زیادہ اہم ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اقبال کے مطابق،

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
دین بھی ایمان بھی اللہ بھی ایک
حرم پاک بھی نبی بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
کہیں فرقہ بندی کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

جناب سپیکر! نہ صرف برما، فلسطین، امریکہ نے body scanning کا ایک قانون بنایا ہے جو اٹھارہ ممالک کے لیے ہے اور اس میں سترہ مسلمان ممالک ہیں۔ کیوبا اور وینزویلا چھوٹے ممالک ہیں لیکن امریکہ وہا ں پر military intervention نہیں کر سکا اور سلامتی کونسل میں تو ہر مسئلے پر ویٹو کرتے رہتے ہیں لیکن جب مسلمان ملک کا مسئلہ ہو تو آپ وہاں پر direct جاؤ کیونکہ ہم ان کو خود چومتے ہیں۔ آپس میں تو ہم لڑتے ہیں، فرقہ بندیاں کرتے ہیں لیکن جب امریکی آتے ہیں تو ہم ان کو بڑی اچھی طرح ملتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کا یہاں پر کہا ہوا ایک لفظ دہراؤں گا کہ ہم واقعی منافق ہیں۔ ہمارا کوئی clear stance نہیں ہے۔ بہت سی باتیں ہیں اور میرے دوستوں نے بہت سی باتیں کیں۔ ایک تو OIC کی اس ایوان میں مذمت کروں گا کہ انہوں نے شام کی رکنیت معطل کی ۔ ایران کا ایک بہادر لیڈر احمد نژاد امریکہ گیا تو بش نے کہا کہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ نے سرزمین امریکہ پر قدم رکھے ہیں۔ اس نے کہا نہیں بش صاحب، آپ کی زمین میرے قدم کے نیچے ہے۔ وہ بھی تو بات کرتے ہیں۔ ہم مسائل کو صحیح طور پر address نہیں کر پاتے۔ میں اس resolution کے movers کی consent سے اس میں amendment or addition کرنا چاہتا ہوں کہ

"This House is of the opinion that killings of innocent Muslims in Burma by Buddhist community and killing of Muslims in Gaza, Philistine and all other Muslim countries is a condemnable act and should be stopped immediately. This House is also of the opinion that government of Pakistan shall use its diplomatic channels and play its role in stopping the killings".

آخر میں ایک تجویز دوں گا کہ ہمیں برما اور تمام مسلمان ممالک کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے کسی بھی دن Press Club کے باہر ایک علامتی احتجاج ریکارڈ کرانا چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Mr. Speaker. We have seen a tale of bloodshed and a story of brutality, another incident of the plight of the Muslims which has made us the laughing stock across the globe. I would like to quote certain facts here. Why the media is unable to cover the exact facts and figures within the territory of Myanmar is due to the fact that the media is not having any access. So we do not have any confirm figures about the actual numbers of the killings and casualties of that area. About the criminal mum of OIC and other organizations including the Arab Union which have shown disregard to the fact that they have done nothing in particular. They could not even pressurize the Bangladesh which

being a neighbour to Burma has the responsibility to take care of the refugees who are willing to migrate to their particular country but the government of Bangladesh was reluctant to accept them as refugees and they were forced and pushed back to their country to face the miseries. If OIC have no ability to pressurize the Burma, it definitely has the ability to pressurize the Bangladesh to do something in this regard. We can say that the United Nations High Commission for Refugees is an organization which has been awarded the Nobel Award for twice or thrice but UN High Commission is doing nothing in this regard that a small number of Burmese Muslims who taking refuge on the coastline of Bangladesh are not getting any sort of refuge. Furthermore I would like to say that the Rohingia Muslims which are subjected to the massacre, we do have complete support. We have about 4 to 5 resolutions including my resolutions which were submitted to the secretariat regarding the condemnation of the Burma Muslim. We must utilize the diplomatic channels to stop that massacre in Gaza and various parts across the globe but this fact must also be taken into consideration that despite all our efforts to use the diplomatic channels, we have failed miserably to stop the killings in our tribal areas. This is something which must be taken into consideration before demanding for higher claims. Being a member of the Youth Parliament and cabinet I feel that it is the responsibility and it was a very great suggestion by an honourable member that the protest should be recorded by protesting in front of Press Club or something like that and it would definitely add something so that we can contribute towards the redressal of the miseries of the particular Muslims. Thank you.

Mr. Speaker: Thank you. Mr. Yasir Riaz.

جناب یاسر ریاض: جناب سپیکر! بہت سی باتیں کی جاچکی ہیں، میں صرف یہ کہوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ نہ صرف برما بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا خون بہت ارزاں ہو گیا ہے۔ مسلمان کا خون آسانی سے بہا دیا جاتا ہے اور اس پر نہ کوئی بات کی جاتی ہے اور نہ ہی اہمیت دی جاتی ہے۔ میں ایک حدیث پاک بیان کرنا چاہتا ہوں کہ نبی کریم □ نے فرمایا کہ تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کفار تم پر چڑھ دوڑیں گے اور تمہارا قتل عام کریں گے۔ صحابہ کرام □ نے سوال کیا کہ کیا اس وقت ہم تعداد میں اس قدر کم ہوں گے کہ کفار کا مقابلہ نہ کر پائیں؟ نبی کریم □ نے فرمایا کہ نہیں تم ریت کے ذروں کی مانند ہو گے لیکن کفار کے دلوں پر تمہارا خوف نہیں رہے گا۔ صحابہ □ نے پھر عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ اتنی تعداد ہونے کے باوجود کفار پر ہمارا خوف نہیں رہے گا؟ تو نبی □ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے خوف۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہم اپنے معاملات کو اجتماعی طور پر دیکھیں تو ہم نے دنیا بنانے کو ترجیح دی۔ جب ایک ہمسایہ مسلمان ملک کے خلاف ہم جنگ کا اس لیے حصہ بن گئے کہ اگر اس کا حصہ نہ بنے تو ہمیں پتھر کے دور میں پہنچا دیا جائے گا اور اس کا نتیجہ ہے کہ ہم بے ضرر ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہم دنیا کے مسلمانوں کی بات کرتے ہیں لیکن اپنے ملک سے بے تحاشا مسلمانوں کو اٹھا کر پانچ پانچ ہزار ڈالر میں بیچا ہے اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں ۔ اصل میں ہم میں امت کا concept ختم ہو گیا ہے۔ ہم میں اتحاد و اتفاق کا concept ختم ہو گیا ہے اس کو بحال کرنے اور ایک امت بننے کی ضرورت ہے۔ اقبال کے شعر پر اپنی بات ختم کروں گا۔

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں

تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

محمد حسیب احسن: اعوذ بااللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے برما میں جو Killings ہو رہی ہیں، اس کی مذمت کرتا ہوں ۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جیسے جیسے ہمmodern era میں داخل ہو رہے ہیں، اپنےstance سے پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں۔ پہلے ہم PTV اور مختلف channels پر کشمیر کے متعلق documentaries دیکھتے تھے کہ ان پر کس طرح ظلم و بربریت ہوتی ہے لیکن اس وقت سو سے زائد channels موجود ہیں اور شعیب ملک، ثانیہ مرزا کی شادی ہوتی ہے تو میڈیا ایک ہفتہ پہلے ہی ان کے گھروں کے باہر بیٹھ جاتا ہے اور حکومت کی طرف سے ان کو مبارک دی جاتی ہے۔ ان کو تاج اور انگوٹھیاں پہنائی جاتی ہیں اور اس طرف ایسا ہے کہ کوئی وزیر بھی اس چیز کو condemn نہیں کر رہا۔ اگر کیا ہے تو میڈیا کے highlight کرنے کے بعد کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس پر OIC clear stance لے اور پاکستان ان کو یہ threat دے کہ ہم آپ سے سفارتی تعلقات ختم کر لیں گے اور اپنے سفیر کو واپس بلا کر آپ کے سفیر کو نکال دیں گے۔ یہ بربریت ختم کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل۔

مس شہیرہ جلیل الباسط: میں اس بات کو سمیٹتے ہوئے Law, Foreign Affairs and Informationتینوں shadow ministers کو invite کرنا چاہوں گی کہ ہم آج یا کل بیٹھ کر ایک recommendation draft کریں اور as Youth Parliamentarian government of Pakistan کو کیونکہ برما کی حکومت تک ہماری پہنچ نہیں ہو سکتی تو وہ recommendation حکومت پاکستان کو اس ماہ میں بھیج دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ جناب سپیکر۔ میرے دوستوں نے بہتر طور پر اس کو describe کر دیا ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ اس کو ووٹنگ کے لیے پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب وزیر اعظم صاحب۔

جناب ہاشم عظیم (وزیر اعظم): شکریہ، جناب سپیکر۔ اس معاملے پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے لیکن میں دو issues elaborate کرنا چاہوں گا۔ میں شہیرہ کی بات کو continue کروں گا کہ جس طرح سے سارا سلسلہ چل رہا ہے اس کے جو consequences ہیں، اس کا پس منظر پیش کیا جا رہا ہے۔ Youth Parliament کی طرف سے ہمارے minister, shadow minister کے ساتھ مل کر ایک letter draft کریں گے جو حکومت کو جائے گا۔ جناب! یہ تو ہماری government سے demand ہے لیکن ہمیں اپنا کردار بھی متعین کرنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ میں سب ممبران سے ایک اپیل، درخواست کرنا چاہتا ہوں اور حلف لینا چاہتا ہوں کہ جس طرح میں نے بتایا کہ ہم نے لاہور سے آغاز کر لیا ہے۔ یہاں پر پورے پاکستان کی representation ہے، جس دلجمعی، دلیری، بہادر اور شوق سے یہاں یہ resolution لائے ہیں، اسی طرح اپنے اپنے علاقوں میں اپنی یونیورسٹی کے طلبا، press اور سب کو جمع کر کے برما کے مسلمانوں کے لیے یکجہتی اور support کی ایک آواز بلند کریں۔ جب ہم ایک قوم کی طرح سے move کریں گے تو ہمیں اپنا message portray کرنا ہے۔ اس کے لیے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے اور جب ہم یہ کریں گے تو ایک pressure built ہو گا۔ میں آپ کی اس resolution

کے لیے جو spirit ہے، اس کو continue کرتے ہوئے یہ درخواست کروں گا کہ جب آپ اگلی مرتبہ یہاں آئیں تو بتائیں کہ اپنے علاقے کے کتنے لوگوں کو ملا کر ان مسلمانوں کی support میں کردار ادا کیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میڈم شہیرہ کی تجویز ہے کہ تین وزرا یہاں سے اور تین shadow ministers ---

جناب ہاشم عظیم: جناب سپیکر! اس resolution کے ہم سب حق میں ہیں اور وہ جو letter draft کرنا ہے یہ اس سلسلے میں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب نجیب عابد بلوچ: جناب سپیکر!کل ہمارے پیشرو شہید اکبر خان بگٹی کی برسی تھی اس حوالے سے یہ ایوان اگر اس کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلے میں کوئی resolution pass ہو تو بڑی مہربانی ہو گی۔

(اس موقع پر چار ممبران نے وزیر کا حلف اٹھایا)

جناب ہاشم عظیم: جناب! آج چیز کے سلسلے میں بات کرنا رہ گئی تھی۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے قائد حزب اختلاف جناب تبریز مری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشا اللہ ہم مل کر اس کو آگے لے کر چلیں گے۔

جناب تبریز صادق مری (قائد حزب اختلاف): جناب! ہم یہاں پر constructive کام کرنے کے لیے آئے ہیں اور انشا اللہ کرتے رہیں گے اور میں ensure کرتا ہوں کہ ہم مل کر کام کریں گے۔

Mr. Speaker: Inshallah you are the torch light of the Pakistan future. You have to be contributing and you got to be more sober, tolerant and persuasive in doing the right things.

اگر آپ persuade نہیں کریں گے صحیح چیز کو کیونکہ you are the future of this nation ماضی میں بہت غلطیاں ہو چکی ہیں اور روزانہ اتنی publication ہو رہی ہے اور لعن طعن ہو رہی اس کا علاج یہ ہے کہ unbiased youth آگے آئے گی وہ tolerant, progressive ہو گی اور international دھارے پر چلے گی تو بات بنے گی۔ اگر youth بھی ایسے ہی شیعہ سنی، بلوچ پٹھان، بلوچ پنجابی یا کسی اور میں تقسیم ہو گی تو ہم ایک قوم بننے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے اور ایک قوم بننا ہے۔ ایک قوم بنیں گے کیونکہ مذہب ہمارا ذاتی مسئلہ ہے یہ سرکاری کام نہیں ہے۔ میں کل ایک عالم کو سنا کہ معاشرہ ایک مسلمان سے صرف زکواۃ دینے یا نہ دینے اور نماز پڑھنے کے سلسلے میں بات کر سکتا ہے اس کے علاوہ کسی چیز پر بات ہی نہیں کر سکتا۔ ہم نے مذہب سیکھا ہی نہیں اور اس پر عمل ہی نہیں کیا اور نہ ہی اس کو سمجھا ہے کیونکہ اگر مذہب کو سمجھ چکے ہوتے تو ایک مسلمان کو مسلمان کیسے قتل کرتا؟ ذرا سوچئے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اس طرح قتل کرے کہ اس نے جنت کما لی ہے۔ سبحان اللہ ایسا نہیں ہو گا، یہ ملک آپ کا ہے ، یہ ہمارا اور ساٹھ کروڑ کا ہے کیونکہ آپ یہ تصور کریں کہ آپ میں سے ہر ایک ایک کروڑ لوگوں کو represent کر رہا ہے۔ آپ کا یہ کام ہے کہ آپ کسی بھی شعبے میں جائیں تو اس ملک کی guidance کریں گے اور ہر level پر کریں گے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر ڈپٹی سپیکر محترمہ سارہ عبدالودود نے کرسئ صدارت سنبھالی)

Madam Deputy Speaker: Now I put this resolution to the House.

“This House is of the opinion that killings of innocent Muslims in Burma by Buddhist community and killing of Muslims in Gaza, Philistine and all other Muslim countries is a condemnable act and should be stopped immediately. This House is also of the opinion that government of Pakistan shall use its diplomatic channels and play its role in stopping the killings”.

(The resolution was adopted unanimously)

Madam Deputy Speaker: I would request Mr. Muhammad Usama Riaz Minister for Information to move the resolution.

Mr. Muhammad Usama Riaz: Thank you Madam Speaker.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک resolution unanimously pass کی ہے۔ میں اس میں صرف دو باتیں add کرنا چاہوں گا کہ being the Information Minister I went to the Senators and Members National Assembly اور میانمار میں جو قتل عام ہو رہا ہے اس سلسلے میں ان کو on behalf of the Youth Parliament brief کیا اور ان تک protest lodge کرتے ہوئے یہ پوچھا گیا ہے کہ حکومت ابھی تک کو خط کیوں نہیں لکھ رہی۔ اس کے علاوہ میں journalists سے بھی رابطے میں ہوں، جیسے ایوان میں راجیش کھنہ کا ذکر کیا گیا تو ان سے یہ پوچھا کہ اس قسم کے معاملات کو coverage دی جاتی ہے جبکہ ایسے معاملات کو نہیں اٹھایا جاتا اور اس کا جواب میرے معزز ممبر جناب عتیق صاحب دے چکے ہیں۔ گو کہ اس کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی مگر ان کا بڑا valid point تھا کہ media personnel from Pakistan have no access to visit that country. The issue is that Myanmar government is not allowing the any of the journalists of any country to visit their premises. ایک اور چھوٹی سی بات کہ یہ جو بات نکل رہی ہے ، یہ بنگلہ دیش کی ایک صحافی جو امریکہ کے میڈیا کو represent کرتی ہیں ان کے ایک article لکھنے کی وجہ سے میڈیا میں یہ بات آئی ہے۔

I beg to move that “This House may discuss the possible recommendations for the Youth Media Policy 2012”.

میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ we are living in a parliamentary democracy اور اس میں میڈیا آزاد ہوتا ہے اور in the development of faculties of the citizens of the country ایک کردار ہوتا ہے لیکن ایک بات کی جاتی ہے کہ with freedom comes responsibility and accountability and in the absence of these two things وہی ہوتا ہے جو آج ہو رہا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ in a democracy media کا کیا کردار ہونا چاہیے۔ میڈیا کا کردار ایک watch dog کا ہونا چاہیے نہ کہ جج کا۔ جج اور watch dog who is analyst and journalist ان کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں جب یہ ایک دوسرے کے institutions میں interfere کریں گے تو مسئلے ہوں گے۔ اس کے بعد media has the responsibility to comment on the mechanism, governance of the government, legislature, judiciary and judiciary but it should not try to become the stakeholder of the state itself. ایک اور moral and ethical grounds کی بات کی جاتی ہے تو media must those moral and ethical grounds. میں امید کرتا ہوں کے ایوان کی طرف سے اس حوالے سے اس پر زیادہ focus کیا جائے گا اور امید کی جاتی ہے کہ دونوں جانب سے جو بھی recommendations ہوں گی، حکومت کی جانب سے جو media policy آئے گی،

اس میں ان include کیا جائے اور کوئی ایسی recommendation نہیں ہو گی جس کو ignore کیا جائے۔ میں اس چیز کی assurance دیتا ہوں اور یہ policy صرف Youth Parliament تک نہیں رہنی بلکہ یہ Federal Ministry of Information, Standing Committees of Information of Senate and National Assembly تک جانی ہے۔ I have already delivered stance of the Youth Parliament to the Senate Standing Committee of Information. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Honourable Leader of the Opposition, Mr. Tabraiz Marri.

جناب تبریز صادق مری: میڈم سپیکر! شکریہ۔ میری کافی recommendations ہیں۔ Blue Party کی طرف سے آنے والی Media Policy ہمیں secretariat کی طرف سے پرسوں mail کی گئی تھی۔ میں اس میں سے کچھ غلطیاں point out کرنا چاہوں گا لیکن جس طرح معزز وزیر نے یہ بات کی ہے کہ یہ پالیسی کا فی جگہوں پر جانی ہے تو اگر کچھ غلطیوں کے ساتھ وہاں پہنچے تو it would not be good. یہاں پر reforms کی بات کی گئی ہے اور یہ reforms in print media ہے، یہاں پر full enforcement of regulatory laws کی بات کی گئی ہے۔ پہلی بات لکھی گئی ہے کہ The law devised for regulation of print media must fully be endorsed. اس میں نمبر ایک پر لکھا ہے کہ Press and Publication Ordinance, معزز وزیر صاحب یہ repeal ordinance in 1988 ہو چکا ہے۔

Madam Deputy Speaker: You need to address me.

جناب تبریز صادق مری:یہ PPO 1988 میں repeal ہو چکا ہے اس لیے آپ اس کو enforce نہیں کر سکتے۔ Printing Press and Publication Ordinance 1988 اتنی مرتبہ re-promulgate ہوا کہ سپریم کورٹ نے اس کو 1997 میں unconstitutional قرار دیا تھا۔ آپ اس کو بھی enforce نہیں کرا سکتے۔ میں تیسری بات یہ کروں گا کہ reforms are something for the betterment, if there are rules and you are implementing them, that is not reform. وفاقی محتسب اعلیٰ کی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ the government must appoint Federal Ombudsman to all the newspaper groups. یہاں پر APNS کے کچھ stats ہیں کہ there are approximately 179 newspapers that are circulated, there are morethan 100 news groups اور اس کا cost analysis کیا ہے ، اس کو کس بنیاد پر اس پالیسی میں شامل کیا گیا ہے، سمجھ سے بالا تر ہے کیونکہ ہمارے ملک میں اس وقت Federal Ombudsman کی post 29th October 2010 سے خالی ہے اور دوسری بات یہ کہ تقریباً ساٹھ ہزار complaints pending ہیں۔ آپ جو بتا رہے ہیں، this is not practicable. آگے لکھا ہوا ہے کہ اگر وفاقی محتسب allocate کر بھی دے تو it will go again to the Ministry of Information which will follow the same rules. So you are back on square one then what is the point of making Federal Ombudsman? یہاں پر لکھا ہے کہ if a newspaper writes or portray something posing a threat to national defence and integrity falls in the category of indecency, obscenity or violates local ethical standards, does not comply with the regulatory laws etc. یہ پہلے ہی قانون میں موجود ہے جو کہ PPC section 145 A and section 499. اگلے صفحے پر انہوں نے electronic media کی بات کی ہے۔ اس میں سب سے پہلے لکھا ہے کہ PEMRA ordinance issued under the rule of a dictator has to be reformed to empower the parliament for better regulation. PEMRA ordinance

2002 میں آیا تھا لیکن 2009 میں اس کے نئے rules آئے ہیں جو کہ ڈکٹیٹر نے نہیں بلکہ ایک جمہوری حکومت نے بنائے ہیں۔

اس کے بعد declaration of assets کی بات کی گئی ہے۔ اس میں ایک term sever consequences استعمال کی گئی ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا یہ کہ sever consequences کیا ہیں؟ ان کو کون determine کرے گا۔ نمبر تین، code of conduct کے سلسلے میں لکھا گیا ہے کہ since the establishment of media, there has not been any defined code of conduct. This is absolutely wrong because there is a code of conduct. یہ PEMRA website پر موجود ہے، اگر دیکھ لیا جاتا تو مل جاتا۔ اس میں پروگراموں کے لیے الگ اور اشتہارات کے لیے الگ ہے۔ یہاں پر national defence, security and integrity کی بات کی گئ ہے اور کہا گیا ہے کہ media personnel of a channel shall not broadcast a programme that hampers the defence mechanism etc. Schedule 1, Rule 21F and 15(1) part G میں PEMRA rules 2009 میں یہ چیز لکھی ہوئی ہے تو یہ کوئی reform نہیں ہے this is already there and you can't say this is something new that you have bring in.

اس کے بعد یہ جو کہا گیا ہے کہ since the establishment of media, there has not been any defined code of conduct. This is absolutely wrong because there is a code of conduct, there is a defined code of conduct. اس کے بعدcoverage of crimes and violence کی بات کی جاتی ہے یہsection B plus N اس کو handle کرتا ہے۔ Language کو section E handle کرتا ہے، Talk shows, respect of national institutions and offices کی بات کی گئی ہے، اس کو section G, H represent کرتا ہے۔ میں آخری صفحے پر ہوں اور ہر صفحے پر تقریباً یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہیں ہے جبکہ وہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ So in my opinion excluding the Bills because I have not gone through the Bills اگر اس پالیسی کے دس صفحے ہیں تو ان میں نو میں غلطیاں ہیں۔ So policy formulation may take a lot of time. اس session کا issue بھی media policy ہے تو I would recommend that there is another policy, the shadow policy made by our honourable minister, this is the shadow policy, یہ آج آپ کو secretariat mail کر دے گا، آپ اس کو بھی دیکھ لیں، ہم آج secretariat کو دے دیں گے۔ آپ اس کو دیکھ لیں کیونکہ اگر اپنی پالیسی کو تبدیل کرنے کی کوشش میں آپ کو نئی پالیسی بنانی پڑے گی۔ You can't amend that because is amendment in one or two things, addition or some thing that are wrong. You have to restart, so this policy is completely made so I would recommend کہ اگر وزیر اعظم چاہیں تو اس کو as Youth Policy adopt کر سکتے ہیں۔

جناب محمد اسامہ ریاض: سب سے پہلے شکریہ۔ میں اپوزیشن لیڈر کا شکر گزار ہوں کہ finally the opposition is bringing something. بڑی اچھی بات پہلے کچھ نہیں آیا تھا I appreciate that something is coming up. انہوں نے جتنی چیزیں point out کیں،I will review that ہو سکتا ہے کچھ رہ گیا ہو یا کچھ repeal ہو چکا ہو اور وہ اس میں شامل ہو.we will look into it آپ ایوان سے recommendations لے سکتی ہیں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Siraj Memon.

جناب سراج میمن: اس وقت ایوان میںmedia policy discuss ہو رہی ہے اور میرا opinion یہ ہے کہ پاکستان میں 2002 کے بعد خاص طور پر electronic media پروان چڑھنا شروع ہو گیا ، Ordinance تو آ گیا تھا

لیکن اس نے ان channels کو اجازت دی تھی کہ آپ آ جائیں، لائسنس لے کر کام شروع کر دیں لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ اس کے مالکان کون ہیں اور اس کو کس طرح سےچلائیں گے۔ اس پر پیمرا نے بات نہیں کی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے ہاں ابھی تک media آزاد نہیں ہوا بلکہ freedom of speech کے نام پر freedom of abuse ہے۔ پاکستان میں media testing period میں ہے۔ ہمارے ہاں جس طرح جمہوریت ابتدائی اور transition phase میں ہے اسی طرح سے print and electronic media testing phase میں ہے۔ میری recommendation یہ ہے کہ پالیسی ایسی ہونی چاہیے جو ایک مکتبہ فکر کی سوچ کی عکاس نہ ہو بلکہ ہمارے ملک میں جتنے بھی sources ہیں اس میں ان کی عکاسی ہو۔ یہ پالیسی حکومت کی طرف سے آئے یا اپوزیشن کی طرف یہ ضرور ہونا چاہیے کہ اس میں national sovereignty کو مد نظر رکھا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میڈیا ایک ایسا field ہے جس سے بہت توقعات کی جاتی ہیں جس طرح سے medical field ہے۔ اسی طرح سے public dealing میں fall کرنے والے شعبوں میں media fall کرتا ہے۔ جہاں پر public dealing ہو گی وہاں پر expectations high ہوں گی اور ان کا آپس میں ٹکراؤ ہو گا اور آپ کسی ایک نکتے پر متفق نہیں ہو سکتے۔ اس طرح سے میڈیا پالیسی بھی ہمیشہ نظریہ ضرورت کے مطابق بنائی اور implement کی جاتی ہے۔ میں نے اس میں Ministry of Informationکا جو secret fund تھا، کچھ press council of Pakistan, law and orderاس کے بارے میں بات کی۔ ابھی میڈیا کو دس سال ہوئے ہیں، ان کے اپنے مسائل ہیں، ابھی شروعات ہیں، ابھی جیو اصول کی بات ہو رہی ہے اور وہ ساتھ ساتھ کچھ اصول بنا رہے ہیں، یہ آہستہ آہستہ ہو جائے گا، اس میں وقت لگے گا۔ جہاں تک professionalism کی بات ہے تو ہمارا میڈیا پوری دنیا کے حوالےسے بہتر کام کر رہا ہے۔ جہاں پر derail ہوتا ہے تو اس کی وجہ ایک پالیسی نہ ہونا ہے کیونکہ پیمرا کی پالیسی electronic media کی طرف ہے۔

میں نے اس میں کچھ points add کیے تھے، قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے، اس میں کوئی قانونی پہلو تو سامنے نہیں آیا لیکن ان کی پالیسی کے سلسلے میں اسامہ صاحب اور میں بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ میں نے اس پالیسی کو دیکھا تھا اور اس سلسلے میں ایک Bill بھی پیش کروں گا۔ جو پالیسی ہوتی ہے that is not about changes in the rule, that about implementation as well. اس پالیسی کا prime focus implementation of the rules ہونا چاہیے۔ اس میں کافی تبدیلیاں ہو سکتی ہیں اور میں تجویز دیتا ہوں کہ ان کو دوبارہ دیکھا جائے۔ مثال کے طور پر sovereignty کی بات ہوتی ہے تو institutions are also part of the sovereign country. جب آپ اس کو humiliate کرتے ہیں تو you are humiliating the sovereignty of that country. ہم کو اس پر ذرا مزید غور سے دیکھنا چاہیے۔

اس وقت جو ایک hot issue جو کہ عدلیہ میں بھی چل رہا ہے تو اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ایک الگ سنسر بورڈ بنایا جائے جو اس کو monitor کرے اور یہ ایک special commission ہو گا جو یہ دیکھے گا کہ کیا یہ بات اخلاق کے دائرے میں ہو رہی ہے اور ہمیں اس کی اجازت ہے یا نہیں۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترم حسیب احسن۔

جناب محمد حسیب احسن: میڈم سپیکر! شکریہ۔ معزز وزیر صاحب نے پالیسی بنائی ہے، بہت اچھی بات ہے۔ میرے خیال میں یہ صرف television کو ہی electronic media سمجھتے ہیں اور باقی اس میں properly print media and FM channels کا ذکر نہیں ہے۔ میں اپنے ممبروں کی مشاورت سے ایک پالیسی بنائی ہے اگر اس کو adopt کیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you madam Speaker. Madam Speaker, in the world of today this very fact can’t be denied that media plays a role of pivotal importance in our lives. In a parliamentary democracy its role becomes extremely profound to a very great extent. As far as incorporating the recommendations in the current youth media policy is concerned I believe it is a very worthy step because legally speaking it is the right of the government, it is not the right of the parliament to formulate a policy but if the government seeks the recommendations of the parliamentarians, it is in deed a very healthy step and must encouraged and this is a positive trend which has to be followed.

Madam my recommendations would include that a commission needs to be established which would ensure that the ethical standards are being taken in to consideration or not because we often claim and there is a case in the Supreme Court of Pakistan regarding the obscenity which has been displayed on the national TV channels but we do not know what exactly obscenity is. It has not been defined that whether a particular scene is obscene or not. We can establish a sort of commission which needs to take care of those ethical standards and that need to be defined. Furthermore I believe that if we have to incorporate the Penal Law, the Media Laws for instance if the media laws are infringed or not followed properly, penalty will be followed. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب نجیب بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں نے دونوں پالیسیاں نہیں دیکھیں اس لیے کوئی رائے نہیں دوں گا لیکن میرے خیال میں پورے ملک میں fair coverage media ہوتی ہے، چاہے ریڈیو، اخبارات ، ٹی وی ہو، اس کی بات نہیں کی ہو گی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ نے پڑھا نہیں تو اندازے نہ لگائیں۔ You are creating problem in the House. Please have a seat. محترم ملک ریحان صاحب۔

ملک ریحان: میں ایک recommendation دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے میڈیا کے سینکڑوں journalists خواتین و حضرات اس terrorism, extremism کا شکار ہو گئےہیں ۔ بہت سے لوگ physically, psychologically displace ہو گئے ہیں،شہید ہو گئے ہیں میں وزیر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو بھی پالیسی میں شامل کریں۔ ان کے لیے قانون بنایا جائے اور ان کو compensate کیا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ Miss Shaheera Jalil Albasit, Minister for Foreign Affairs and Defence will present motion.

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: شکریہ میڈم سپیکر۔ پاکستان انڈیا relationships ہمارا ایجنڈا ہے اور اس سلسلے میں جو foreign policy design کی گئی ہے، اس میں ایک خاص بات ہے جو میں بتانا چاہوں گی کہ I have given a road map, a structural road map. اس کے مطابق پاکستان اور انڈیا کے درمیان جتنے بھی مسائل ہیں they have bridged together in a way for instance we start revisiting our relations and foresee a goal of 2015 اس تاریخ سے ہم نے اس مسئلے کو اٹھانا ہے، اس کو address کرنا ہے تو ہم یہ تعین کر سکیں گے کہ ہم نے point A سے point B پر کس طرح جانا ہے اور جب ہم point B پر پہنچ جائیں گے تو ان تعلقات کی صورت میں ہمیں کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ انڈیا کس طرح پاکستان پر dependent ہو گا کہ اس کو مذاکرت کی میز پر لایا جا سکے۔ اس طرح اس road map کے مطابق اگر آپ تمام disputes address معاملات کو کرتے جائیں تو آخر کار آپ اس قابل ہوں گے to resolve principal issues between Pakistan and India but another thing which deserves to mention over here, the four principals will guide Pakistan’s stance on each and every step in the road map اور ان دونوں چیزیں کو مد نظر رکھتے ہوئے جتنے اختلافات ہیں، ان پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے لیے ایک حل تجویز کیا گیا ہے۔ اب میں درخواست کرتی ہوں کہ ایوان سے اس سلسلے میں تجاویز لی جائیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Opposition Leader.

جناب تبریز صادق مری: میڈم سپیکر! مجھے اس پالیسی کے پہلے صفحے پر جو road map کی بات کی گئی اس سے اختلاف ہے۔ اصل میں پاکستان انڈیا کے تعلقات کوئی video game تو نہیں ہیں کہ point A to point B پہنچ جائیں اور پھر وہاں سے point C تک پہنچ جائیں اور ان کے بیچ میں ایک Mumbai attack ہو گیا تو آپ کیا کریں گے؟ I respect the honourable minister, she is very capable but she missed a point here that you can not be sure کیونکہ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ اگر سرکریک کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو اس کے دو، تین سال بعد پانی کا مسئلہ حل ہو گا، اس کے دو، تین سال بعد ایک اور چیز حل ہو گی اور ہوتے ہوتے آخر کار کشمیر تک بات پہنچے گی۔ میرے خیال میں اس میں بیس سال لگیں گے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ policies یہاں پر roadmap بنانا آسان ہے confidence building should be made keeping the realistic things in mind. measures no doubt important ہیں لیکن اتنی rigid policy or roadmap نہیں ہونا چاہیے کہ آپ نے یہاں پر سال دیے ہوئے ہیں کہ تین سال میں سرکریک، دو سال بعد دوسرا مسئلہ پھر دوسرے مسئلے کی طرف بڑھنا ہے things do not work this way in real life. یہاں پر اس roadmap کی implementation کے لیے تین چار conditions کی بات کی گئی ہے ۔ پہلی یہ ہے کہ India state پاکستان یا اس کی حکومت کے خلاف کوئی بیان نہیں دے گی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان انڈیا میں سیاسی صورتحال ایسی ہے کہ یہاں پر political point scoring کے لیے بھی اکثر اس طرح کی باتیں کر دی جاتیں ہیں۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس طرح کی بات نہیں ہو گی۔ God forbid if Mumbai attack کی طرح کا کوئی واقعہ دوبارہ ہو جاتا ہے یا پاکستان میں ایسا واقعہ ہو جاتا ہے تو آپ کیا کہیں گے you are not going to condemn this act. Indirectly or directly you will

accuse India for it because this has been happening for last 50, 60 years. ہمیں مستقبل کی طرف جاتے ہوئے ماضی کو نہیں بھولنا چاہیے۔ These are my recommendations and I think we should make it more realistic and concrete. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب ظفر صدیق صاحب۔

جناب محمد ظفر صدیق: میڈم سپیکر! اس پالیسی میں ایک چیز missing تھی۔ انڈیا United Nations Security Councilکا permanent member بننا چاہ رہا ہے اور امریکہ بھی اس کو support کر رہا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں پاکستان کا جو stance ہونا چاہیے، اس پر بھی بات کی جائے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترم جناب حسن اشرف صاحب۔

Mr. Hassan Ashraf: Thank you Madam Speaker.

میں نے یہ پالیسی پڑھی تھی اور Foreign Minister کو فون کیا تھا اور recommendations دی تھیں۔ یہ کافی اچھا کوشش تھی اور ایک جامع قسم کی دستاویز تیار کی گئی تھی۔ اس پوری document میں ایک idealistic tone آ رہی تھی کہ یہ ہو گا تو یہ ہو گا اور پھر یہ ہو گا اور اس کے بعد یہ ہو گا۔ اس بیچ میں اگر A کے بعد C آ گیا تو پالیسی تو ٹھپ ہو جائے گی۔ اس document سے یہ لگ رہا تھا کہ جیسے پاکستان کا upper hand ہے، ایسا نہیں ہے۔ یہ ہونا چاہیے تھا کہ ہم بھی مذاکرت کے لیے تیار ہیں۔ وہ ناشتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور آپ ان کے ساتھ dinner کرنا چاہ رہے ہیں۔ پہلے confidence building measures start کیے جائیں تب آہستہ آہستہ ان چیزوں پر کام ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد کشمیر کے مسئلے کا حل دیا ہوا تھا اور Oven Dixon model تھا۔ میں نے اس پر کافی research کی ہوئی ہے کہ کشمیر کو چار پانچ حصو ں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جتنا بھی باہمی اعتماد ہو میرے خیال میں یہ ماڈل قابل عمل نہیں ہے۔ اس میں سب سے پہلی شرط ہے کہ پاکستان کی فوج اور پاکستان کے لوگ وہاں سے باہر نکالے جائیں تو ہم اس پر بالکل راضی نہیں ہے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس پالیسی کے بارے میں میری رائے ہے کہ SAARC country کے ممبر ہوتے ہوئے پاکستان اور انڈیا سب سے بڑے ممالک ہیں۔ ان پالیسی میں دونوں کی ممالک کے تعلقات میں بہتری کے لیے ہمارے پاس یہ association ہے اس لیے ہمیں اس پالسیی میں سب سے زیادہ SAARC کی working پر focus کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you madam Speaker. No one can deny that the economic ties between the two countries if properly taken into consideration can go a long way towards minimizing the trust deficit. I believe that the trade volume between the two countries has a potential to reach to point of 9 billion per annum. For that purpose the increase and enhance of coordination between State Bank of Pakistan and Reserve Bank of India will need to be ensured so we can contribute towards the liberalization of trade policies between two countries. When we talk about the SAFTA and we talk about the list of three countries, the Pakistan was cutting the list and the India was responding in a particular way. That was a healthy activity because SAFTA is creating free trade area for 1.8 billion people of 7 to 8 countries. It was

something which is important. We believe to increase people to people contact must be given due regard. For that visa liberalization between the two countries is a step which is of pivotal importance. I have been to India but the visa policies are very strict. Pakistani citizens in Delhi and Indian citizens in Pakistan Embassy are humiliated in the process of getting visa. As far as the Kashmir is concerned, we must assure that it is the right of self determination that we support and that should never be compromised in any case. Elections would not be acceptable in the Indian occupied Jammu and Kashmir unless and until the UN act as a mediator authority and not other than the UN itself would be acceptable. The three or two options are part of the debate, three options for the plebiscite to be conducted with in Jammu and Kashmir, I believe that is a very much feasible criteria. I would like to say that another threat which Pakistan and Indian government perceives is the threat of water dispute that exist between two countries. For that we can call for international arbitration. We have some misconceived notions in Indus Water Treaty and India and Pakistan have their own interpretation. So we can have some mediation in this regard so we can come to a solid conclusion, a solid acceptable interpretation of that treaty which was signed in 1960. Thank you.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: میں نے اس پالیسی کو توجہ سے پڑھا ہے اور محترمہ وزیر صاحبہ سے بات بھی ہوئی ہے۔ کچھ باتیں ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں - Diplomacy میں کچھ دینے اور لینے والی بات ہوتی ہے اور کچھ ایسے cards ہوتے ہیں جن کو carefully use کرنا ہوتا ہے۔ یہاں پر واضح نہیں ہے کہ ہم کس طرح ہماری water reservation جو کہ الگ مسئلہ ہے لیکن ہماری reservations میں بلوچستان intervention احمد آباد میں مسلمانوں کا قتل عام شامل ہیں۔ ہمیں احتیاط سے state کرنا چاہیے کہ ہم کس چیز کو کس طرح استعمال کریں گے۔ صرف اسassumption پر بات نہیں ہو سکتی کہ وہ trade کے سلسلے میں ہم پر depend کر جائے گا اور ہم اس سے منوا لیں گے۔ That is a good option, I hope that happens but realities are that issues پر بات ہوتی ہے اور آپ کس طرح international lobby use کرتے ہیں۔ آپ دیکھ چکے ہیں کہ امریکہ آپ کے ساتھ friendly نہیں ہے، آپ کو ایسا چینل چاہیے جس سے آپ انڈیا کے ساتھ بہتر تعلقات بنا سکیں۔ ہمیں انڈیا سے اپنا فائدہ with our sovereignty چاہیے۔ ہمارے دیگر مسئلے بھی حل ہونے چاہیں اور اس معاملے میں روس ایک اچھا چینل ثابت ہو سکتا ہے جس کے ذریعے diplomacy کے ساتھ آگے بڑھ سکتے ہیں بجائے اس کے کہ امریکہ پر بھروسہ کیا جائے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

مس شہیرہ جلیل الباسط: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر جتنے points raise کیے گئے ہیں وہ سب defendable ہیں لیکن وقت کم ہے مجھے خوشی ہے کہ قائد حزب اختلاف نے جس طرح پہلی پالیسی میں بہت سے نکات اٹھائے تھے لیکن میری پالیسی کے پہلے صفحے کے بعد انہوں نے یہ کہا ہو کہ کون سی لائن میں کہاں غلطی ہے اور کتنی ترامیم کرنے کی ضرورت ہے۔ It is quite funny to say that my or our policy is purely assumption based. آپ نے roadmapکو ویڈیو گیم کہہ دیا لیکن آخری صفحے پر ہمارے چار principals پڑھ لیتے تو پتا چلتا کہ یہ اتنا idealistic video game نہیں realisticہے۔ میڈم سپیکر!میں عمر ریاض صاحب کے

نکات کے بارے میں کہنا چاہوں گی کہ ان کو دیکھا جائے گا، انہوں نے سافٹا کی بات کی اور آج سافٹا پر بات ہونی تھی، میں نے وہاں سے recommendations لینی تھی۔ اگر sensitive list کی بات ہوئی ہے تو اگر میری پالیسی کا صفحہ نمبر دو پر the proposed solution for the trade and economic relations پڑھ لیں تو اس میں اس کا اچھا اور technical mention مل جائے گا۔ Collaboration of State Bank and Reserve Bankکی بات ہوئی ہے تو وہ بھی پہلے ہی اس میں صفحہ نمبر دو میں موجود ہے۔ ویزا کا معاملہ بھی اس صفحے پر موجود ہے۔ Self determination of Kashmiris کی بات ہوئی ہے ، یہ ان کا valid point تھا جس کو میں نے شامل کیا ہے اور یہ final policy میں انشا اللہ موجود ہو گا۔ درحقیقت ہمارا stance ہے یہ ہے کہ اتنے سال سے کشمیر میں جو مسئلہ چل رہا ہے، اگر آپ third option in the plebiscite include نہیں کرتے اور کشمیریوں کو مجبور کرتے ہیں کہ they have to chose between India and Pakistan تو یہ کسی قسم کی self determination ہے؟ You are enforcing on them. In this police we have incorporated and it is going to show in the final policy کہ ان کو third option, independent Kashmir بھی دیا گیا اور جب وہ شامل کیا جائے گا تو جیسا کہ حسن اشرف صاحب نے Oven Dixon model کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے باوجود وہ اتنا feasible option نہیں ہو گا، ہم نے اس کی تمام technicalities highlight کر دینی ہیں۔ کشمیر کے بارے میں ایک neutral opinion یہ ہوسکتا ہے کہ اس مسئلے کو اگلے تیس، چالیس سال تک ایسے ہی رہنے دیں، اس میں کوئی برائی نہیں ہے، یہ ہو گا کہ بھارتی مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک چلتی رہے گی اور کشمیریوں پر وہاں موجود فوجیوں کے ظلم ہوتے رہیں گے، ہمارا کچھ نہیں جا رہا لیکن اگر آپ نے ان کو ایک technical way forward provide کرنا ہے تو that is going to come via plebiscite کہ اس کو Oven Dixon model کے تحت جغرافیائی طور پر اس طرح تقسیم کر دیں کہ وہاں پر plebiscite feasible لگے۔ گوہر زمان صاحب کو میں نے اس پر ایک argument provide کیا تھا لیکن اس کے بعد مجھے ان کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ انہوں نے روس کی بات کی کہ Russia could be a neutral arbitrator, a third party between Pakistan and India which is not the case. Why is that not a case? کیونکہ ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں، وہاں پر ہمارے جو internal security issue ہیں، ان کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر Baloch Liberation Army کے origins Russian diplomats, Russian Forces and espionage Agency سے ملتے ہیں جس نے وہاں پر 1970 کے era میں اپنی footing strong کیں۔ KGB is a Russian intelligence agency and the BLA is allegedly is a brain child of KGB. اس کے بعد روس نے حال ہی میں انڈیا سے ایکpath breaking Nuclear deal کی ہے۔ روس اور انڈیا کے diplomatic, economic ties چلتے رہے ہیں اور اس صورت میں آپ یہ propose نہیں کر سکتے کہ روس پاکستان اور انڈیا کے بیچ میں neutral third party role ادا کر سکتا ہے اور وہ کردار چین ادا کر سکتا ہے لیکن اس پر انڈیا راضی نہیں ہو گا تو یہ کردار United Nations کو ہی ادا کرنا پڑے گا۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

Mr. Tabraiz Marri: Madam Speaker, I would just like to highlight two things.

یہاں پر جو بتایا گیا ہے کہ idealisticنہیں realistic policy ہے، اختلاف رائے ہو سکتا ہے، آپ میری رائے کا احترام کریں، میں آپ کی رائے کا احترام کروں گا۔ میرے چار ایسے نکات ہیں جن کو discuss کر لیا جاتا یا ان کے بارے میں بات کر لی جاتی تو یہ معاملہ نہ ہوتا۔ اس میں سے پہلا point یہ تھا کہ Indian and Pakistani governments ایک دوسرےکے خلاف بیانات نہیں دیں گی۔ جو میرے خیال میں realistic نہیں ہے۔ میں نے ان کی پالیسی کو جتنا دیکھا ہے، اتنی recommendations دینے کی کوشش کی ہے۔ یہاں پر BLA and Russia کی بات کی گئی ہے، Russia being a neutral observer ٹھیک ہے اس کا جھکاؤ انڈیا کی طرف ہو سکتا ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ cold war era سے Pakistan was tilted towards United States, India was tilted towards Soviet Union, that could be a reason but can the honrouable minister give me a proof that BLA is linked with Russia in anyways. If she does then that is great لیکن کس کو ایسے point out کرنے سے پہلے کوئی ثبوت ہونا چاہیے۔

مس شہیرہ جلیل الباسط: میڈم سپیکر! یہ جس ثبوت کی بات کر رہے ہیں obviously I have a document and I can show it to him and by today I will get that.

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ سب کا بہت شکریہ۔ کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے برخواست کیا جاتا ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on 28th August, 2012 at 09.30 AM]